ابوسفیان تائب

اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَالْاَنْبِیَاءِ

امام وخلیفۂ اوّل بلافصل، سیدنا ابوبکر صدیق سلام اللہ ورضوانہ

نام ونسب:

آپ کا نام مبارک عبداللہ، لقب صدیق اور عتیق، یہ دونوں لقب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائے۔ کنیت، ابوبکر۔ آپ کا نسب آٹھویں پشت میں رسول کریم ﷺ سے مل جاتا ہے۔ والد کا نام ابوقحافہ عثمان تھا جو کہ شرجائے مکہ میں سے تھے۔ آپ کی ولادت حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے دو برس کئی ماہ بعد ہوئی۔

قبل از اسلام:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام سے قبل اشرافِ قریش میں ایک متمول تاجر کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کی دیانت، راست بازی اور امانت کا خاص شہرہ تھا۔ اہلِ مکہ ان کو علم، تجربہ اور حسن خلق کے باعث نہایت معزز سمجھتے تھے۔ ایام جاہلیت میں خوں بہا کا مال آپ کے ہاں ہی جمع ہوتا تھا۔ اگر کبھی کسی دوسرے شخص کے یہاں جمع ہوتا تو قریش اس کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہیں پی اور کبھی بت برستی نہیں کی۔ حضور پاک ﷺ کے ساتھ بچپن ہی سے فدائیانہ محبت رکھتے تھے اور آپ کے مخصوص حلقۂ احباب میں داخل تھے۔ اکثر تجارت کے سفر میں بھی ہمراہی کا شرف حاصل ہوتا تھا۔

بعد از اسلام:

ہادئ دو عالم خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کو جب خلعتِ نبوت عطا ہوا تو مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا اور بغیر کسی تردد کے حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہوتے ہی دینِ حنیف کی نشر واشاعت کے لئے جدوجہد شروع کردی۔ حضرت عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن العوام ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوسلمہ اور حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ آپ ہی کی دعوت اور کوشش سے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ وہ اکابر صحابہ ہیں جو آسمانِ رسالت کے درخشاں ستارے ہیں۔ اعلانیہ دعوت کے علاوہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مخفی رُوحانی اثر بھی سعید روحوں کو اسلام کی طرف مائل کرتا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے صحنِ خانہ میں ایک چھوٹی سی مسجد بنائی تھی اور اس میں نہایت خشوع وخضوع سے عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ آپ نہایت رقیق القلب تھے۔ قرآنِ پاک کی تلاوت فرماتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے۔ لوگ آپ کا گریہ وبکا دیکھ کر جمع ہوجاتے اور اس پُراثر منظر سے نہایت متأثر ہوتے۔

یارِ غار:

جب تیرہ برس تک مسلسل مکہ کے کافروں کی طرف سے ہر قسم کے ظلم وستم اُٹھا کر سردارِ دو جہاں حضور ﷺ اور آپ

کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین امتحانِ خداوندی میں کامل ہو چکے اور علمِ الٰہی میں ان ظالموں کا پیمانہ بھی لبریز ہو چکا تو وحی الٰہی میں آپ کو حکم ملا کہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ اس سفر ہجرت میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے تمام جماعتِ صحابہ میں صرف حضرت ابوبکر صدیق کو ہی منتخب کیا۔ وہی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھے۔ اس سفر کی پہلی منزل غارِ ثور تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے غار میں پہلے داخل ہو کر اس کو صاف کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے۔ اور اپنے رفیق ومونس کے زانو پر سر مبارک رکھ کر مشغولِ استراحت ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد غار میں موجود ایک سوراخ میں سے ایک زہریلے سانپ نے سر نکالا لیکن اس خادم جانثار نے اپنے آقا کی راحت میں خلل انداز ہونا گوارا نہ کیا اور خود اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس سوراخ پر پاؤں رکھ دیا۔ سانپ نے کاٹ لیا۔ زہر اثر کرنے لگا۔ درد وکرب کے باعث آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ لیکن اس وفا شعار رفیق نے اپنے جسم کو حرکت تک نہ دی کہ اس سے خوابِ راحت میں خلل اندازی ہو گی۔ اتفاقاً آنسو کا ایک قطرہ ڈھلک کر حضور ﷺ کے چہرۂ انور پر ٹپکا۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے اور اپنے مخلص غمگسار کو بے چین دیکھ کر فرمایا ابوبکر کیا ہے؟ عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت زخم پر اپنا لعابِ دہن لگایا۔ اس تریاق سے زہر کا اثر زائل ہو گیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا چہرہ کھل اٹھا۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

ہر قدم کا ساتھی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پوری زندگی سفر وحضر میں ایک وزیر ومشیر باتدبیر کی طرح حضور اقدس ﷺ ساتھ رہے۔ رسول پاک ﷺ کو انیس غزوات پیش آئے جن میں سب سے پہلا غزوۂ بدر اور سب سے آخر غزوۂ تبوک تھا۔ ان تمام غزوات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ رہے اور بڑی عظیم خدمات انجام دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر قدم پر حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ مکہ میں بھی ساتھ رہے۔ ہجرت میں بھی ساتھ رہے۔ غار میں بھی ساتھ رہے۔ اب مزار میں بھی ساتھ ہیں اور حوضِ کوثر پر بھی ساتھ ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم غار میں میرے ساتھ رہے اور حوضِ کوثر پر بھی میرے ساتھ رہو گے۔ (ترمذی شریف)

خلیفہ بلافصل:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں سب سے سابق وفائق تھے۔ زندگی میں آپ کے وزیر رہے اور آپ کے بعد جانشین ہوئے۔ خلیفۂ رسول کا مبارک خطاب آپ کے سوا کسی کے لیے استعمال نہیں ہوا۔ آپ کے بعد آنے والے خلفاء امیر المؤمنین کہہ کر پکارے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا امام وخلیفۂ بلافصل اور رسول اقدس ﷺ کا جانشین ہونا احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس جماعت میں ابوبکر موجود ہوں اس کے لیے زیبا نہیں کہ ابوبکر کے سوا کوئی دوسرا امامت کرے (ترمذی شریف)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس امت میں نبی ﷺ کے بعد سب سے بہتر

ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ (بخاری شریف)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ میرا رہنا تم لوگوں کے درمیان کس قدر ہے لہذا اقتداء کرنا ان دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے (یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما)۔(ترمذی شریف)

اخلاق وعادات:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فطرتاً اخلاقِ حمیدہ سے متصف تھے ایامِ جاہلیت ہی میں عفت، پارسائی، رحم دلی، راست بازی اور دیانت داری ان کے مخصوص اوصاف تھے۔شراب نوشی، فسق وفجور اس زمانہ میں عام تھا۔تاہم آپ کا پاکیزہ دامن کبھی ان دھبوں سے داغدار نہیں ہوا۔فیاضی، مفلس وبے نوا کی دستگیری، قرابت داروں کا خیال، مہمان نوازی، مصیبت زدوں کی اعانت غرض اس قسم کے تمام محامد ومحاسن آپ میں پہلے سے موجود تھے۔شرفِ ایمانی نصیب ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی صحبت نے ان اوصاف کو اور بھی چمکا دیا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امارت، دنیا طلبی، جاہ پسندی سے قطعی نفرت تھی۔خلافت کا بارِگراں بھی محض امت مرحومہ کو اختلاف وانتشار سے محفوظ رکھنے کے لیے اٹھا لیا تھا ورنہ دل سے اس ذمہ داری کے متمنی نہ تھے۔نہایت متواضع اور خاکسار تھے اور کسی کام سے ان کو عار نہ تھا۔اکثر بھیڑ بکریاں تک خود ہی چرا لیتے اور محلّہ والوں کی بکریاں دوھ دیتے۔چنانچہ منصب خلافت کے لیے جب آپ کا انتخاب ہوا تو سب سے زیادہ محلّہ کی ایک لڑکی کو فکر لاحق ہوئی اور اس نے تاسف آمیز لہجے میں کہا: اب ہماری بکریاں کون دوہے گا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا: خدا کی قسم میں بکریاں دوہوں گا امید ہے کہ خلافت مجھے مخلوق کی خدمت گزاری سے باز نہ رکھے گی۔

مرتدین کی سرکوبی:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر سن کر عرب کے بعض قبائل مرتد ہوگئے اور طرح طرح کی بغاوتیں رونما ہوئیں۔بعض مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوئے جن میں ایک مسیلمہ کذاب تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کے اخیر وقت میں سر اٹھایا اور آپ کو ایک خط بھی بھیجا تھا۔انہیں مدعیان نبوت میں اسود عنسی بھی تھا سجاح نامی ایک عورت بھی تھی۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سب مرتدوں اور نبوت کے جھوٹے مدعیوں کے قتال کے لیے حکم قطعی نافذ کر دیا۔

ادھر ایک بات یہ بھی درپیش تھی کہ رسول اللہ ﷺ اپنی آخری وصیت میں حکم دے گئے تھے کہ اُسامہ کا لشکر شام کی طرف روانہ کر دیا جائے۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کی روانگی کا بھی حکم دے دیا۔مگر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اس معاملہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کے مخالف تھے۔سیدنا عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما بھی حالات کی نزاکت سے متاثر تھے۔اور اس وقت لڑائی کو مصلحت نہ سمجھتے تھے۔یہ دیکھ کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''اے عمر! تم جاہلیت میں تو بڑے تندخو تھے مگر اسلام میں ایسے نرم ہوگئے'' اور فرمایا کہ ''سنو! دین کامل ہوگیا، وحی بند ہوچکی، اب یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دین میں نقص آئے اور میں زندہ رہوں؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی باتیں سن کر میں تو سمجھ گیا کہ اللہ نے ان کا سینہ کھول دیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی گفتگو ہوئی۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کسی کی مخالفت کی کوئی پروانہ کی اور حکم دیا کہ میری

اونٹنی لاؤ میں خود قتال مرتدین کے لیے جاتا ہوں اور فرمایا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر ابھی روانہ ہو! چنانچہ فی الفور وہ لشکر روانہ ہو گیا اور آپ اپنی اونٹنی پر بیٹھ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی کہ یا خلیفۂ رسول اللہ ہمارا مقصد آپ کی حکم عدولی نہ تھی ہم نے جو کچھ کیا وہ بطور مشورے کے تھا ورنہ جو حکم آپ دیں گے اطاعت ہوگی۔ (تاریخ الخلفاء)

چنانچہ قتال مرتدین کے لیے بھی فوجیں روانہ ہو گئیں۔ جو فوج جس طرف جاتی اللہ کی مدد و نصرت سے فتح و کامیابی اس کے قدم چومتی۔ ہر طرف سے اسلامی افواج کی کامیابی کی خبریں آنے لگیں اور دین اسلام میں جو ایک مہلک وبا پھیلنے کو تھی ایک دم فنا ہو گئی اور ایک سال کے اندر ہی اندر جھوٹے مدعیان نبوت راہیٔ جہنم ہوئے اور تمام مرتدین کا قلع قمع کر دیا گیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر بھی بڑی بہادر فوجوں کو تہ و بالا کر کے بڑی کامیابی کے ساتھ واپس آ گیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حکمت و بصیرت کے یہ نتائج دیکھ کر سب کی آنکھیں کھل گئیں کہ یہ تو وہی معرکہ تھا جس کی پیشین گوئی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمائی تھی۔ بقوم یحبھم ویحبونہ، یعنی یہ جماعت خدا کی محبوب اور محبّ جماعت تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس کارنامے کی ہر صحابی نے تعریف و توصیف کی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مرتدوں کے معاملہ میں اس مقام پر کھڑے ہوئے جو نبیوں کے کھڑے ہونے کا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے شروع میں تو انکی کارروائی کو ناپسند کیا تھا مگر آخر میں ہم سب نے ان کی شکر گزاری کی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دین اسلام پر کیسا دعویٰ تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ دین پاک کے اکلوتے وارث وہی تھے۔

اقوال:

فرمایا: جو شخص اللہ کی محبت کا مزہ چکھ لیتا ہے پھر اس کو طلبِ دنیا کی فرصت نہیں ملتی۔ فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو! اللہ کے غضب سے ڈرو، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو۔ ایک روز اپنے خطبہ میں فرمایا: وہ حسین کہاں گئے جن کے چہرے خوبصورت تھے، جن کو اپنی جوانی پر ناز تھا، وہ بادشاہ کہاں گئے جنہوں نے شہر آباد کئے تھے، قلعے بنائے تھے۔ وہ بہادر کہاں گئے جو میدانِ جنگ میں ہمیشہ غالب رہتے تھے۔ زمانہ نے ان کو ہلاک کر دیا اور وہ قبر کی تاریکیوں میں پڑے ہیں۔ فرمایا کرتے تھے خبردار! کوئی شخص کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ چھوٹے درجے کا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا ہے۔ فرمایا کہ ہم نے بزرگی کو تقویٰ میں پایا اور تونگری کو یقین میں پایا اور عزت کو تواضع میں پایا۔ فرمایا کہ سچ بولنا اور نیکی کرنا جنت میں ہے اور جھوٹ بولنا اور بدکاری کرنا دوزخ میں ہے۔ فرمایا کرتے تھے اے اللہ کے بندو! آپس میں قطع تعلق نہ کرو، بغض نہ رکھو، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور بھائی بھائی ہو کے رہو جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ فرمایا اللہ کی قسم مجھے کبھی خلافت کی خواہش نہ تھی نہ میں نے کبھی اللہ سے اس کو طلب کیا نہ پوشیدہ نہ آشکارا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو برس تین ماہ نو دن تختِ خلافت پر متمکن رہ کر ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو دوشنبہ کا دن ختم کر کے منگل کی رات کو تریسٹھ برس کی عمر میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں اسی روضۂ اقدس میں قیامت تک کے لیے جائے استراحت پائی۔ رضی اللہ عنہ وارضاہٗ